بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصہ خطبہ جمعہ 18 نومبر 2022ء بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و زندگی کے واقعات بیان ہو رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حضرت ابو بکرؓ کا جو مرتبہ تھا اس بارے میں پہلے بھی بیان ہو چکا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کو اپنا جانشین نامزد کرنا چاہتے تھے بلکہ یہ اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابو بکرؓ کو ہی آپؐ کے بعد خلیفہ اور جانشین بنائے گا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا کہ اپنے والد ابو بکرؓ کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کوئی اور یہ نہ کہے کہ میں زیادہ حقدار ہوں لیکن اللہ اور مومن سوائے ابو بکرؓ کے کسی اور کا انکار کریں گے۔

حضور انور نے واقعہ افک کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس واقعہ میں ایک مختصر حصہ یہ ہے کہ جس سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عائشہؓ پر ایسا الزام لگایا گیا کہ گویا پہاڑ ٹوٹ پڑا لیکن ان کے والدین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور اُن کا احترام بیٹی کے پیار سے کہیں بڑھا ہوا تھا۔ اپنی بیٹی کو اسی حالت میں رہنے دیا جس حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس بارے میں بیان فرمایا کہ ہمیں غور کرنا چاہیے کہ وہ کون کون لوگ تھے جن کو بدنام کرنا منافقوں اور اُن کے سرداروں کے لیے فائدہ مند ہو سکتا تھا۔ حضرت عائشہؓ پر الزام لگا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ سے دشمنی نکالی جا سکتی تھی کیونکہ حضرت عائشہؓ ایک کی بیوی تھیں اور ایک کی بیٹی۔ یہ دو وجود ایسے تھے کہ ان کی بدنامی سیاسی اور اخلاقی لحاظ سے بعض لوگوں کے لیے فائدہ مند ہو سکتی تھی۔ حضرت عائشہؓ کی بدنامی سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ یہ خیال ہو سکتا تھا کہ حضرت عائشہؓ کی سوتوں نے حضرت عائشہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں گرانے اور اپنا مقام بنانے کے لیے کوئی حصہ لیا ہو لیکن تاریخ شاہد ہے کہ ایسا کچھ نہیں تھا۔ ایک بیوی کے متعلق ذکر آتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے اس بارے میں پوچھا تو اُس نے کہا کہ میں نے تو سوائے خیر کے عائشہؓ میں کچھ چیز نہیں دیکھی۔

حدیث میں صریح طور پر آتا ہے کہ صحابہؓ باتیں کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی کا کوئی مقام ہے تو وہ ابو بکرؓ کا ہی مقام ہے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جب دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کی بادشاہت کے امکان جاتے رہے تو وہ کچھ اور تو کر نہیں سکتا تھا لہٰذا اس کی خواہش تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوں اور مَیں مدینہ کا بادشاہ بنوں۔ اس لیے اُس نے اپنی غرض کو پورا کرنے کے لیے حضرت عائشہؓ پر الزام لگا دیا تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ سے نفرت پیدا ہو اور حضرت ابو بکرؓ کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی نگاہ میں جو اعزاز ہے وہ کم ہو جائے اور ان کے آئندہ خلیفہ بننے کا امکان نہ رہے۔ چنانچہ اسی اَمر کا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر فرمایا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ یقیناً وہ لوگ جو جھوٹ گھڑ لائے تم ہی میں سے ایک گروہ ہے۔ اس (معاملہ) کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ یعنی فرمایا کہ یہ الزام تمہاری بہتری اور ترقی کا موجب ہو جائے گا۔

حضرت ابو بکرؓ کے انکسار اور تواضع کے بارے میں حضرت سعید بن مسیّبؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ہمراہ ایک مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص ابو بکرؓ سے جھگڑ پڑا اور آپؓ کو تین مرتبہ تکلیف پہنچائی لیکن آپؓ خاموش رہے اور تیسری مرتبہ کے بعد آپؓ نے بدلہ لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت ابو بکرؓ کے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا کہ آسمان سے ایک فرشتہ اُترا جو اس بات کی تکذیب کر رہا تھا جو وہ شخص تیری نسبت بیان کر رہا تھا۔ جب تُو نے بدلہ لیا تو شیطان آگیا اور میں اس مجلس میں نہیں بیٹھنے والا جس میں شیطان پڑ گیا ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے ابو بکر! تین باتیں ہیں جو سب برحق ہیں۔ کسی بندے پر کسی چیز کے ذریعہ ظلم کیا جائے اور وہ محض اللہ عزّوجل کی خاطر اُس سے چشم پوشی کرے تو اللہ اُسے اپنی نصرت کے ذریعے سے معزز بنا دیتا ہے۔ پھر وہ شخص جو کسی عطیہ کا دروازہ کھولے جس کے ذریعہ اُس کا ارادہ صلہ رحمی کرنے کا ہو تو اللہ اُس کے ذریعے اُسے مال کی کثرت میں بڑھا دیتا ہے۔ تیسرا وہ شخص جو سوال کا دروازہ کھولے جس کے ذریعے اُس کا ارادہ مال کی کثرت کا ہو تو اللہ اُسے اُس کے ذریعے قلت اور کمی میں بڑھا دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت ابو بکرؓ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپؓ معرفت تامہ رکھنے والے، عارف باللہ، بڑے حلیم الطبع اور نہایت مہربان فطرت کے مالک تھے اور انکسار اور مسکینی کی وضع میں زندگی بسر کرتے تھے۔ بہت ہی عفو اور درگزر کرنے والے اور مجسم شفقت و رحمت تھے۔ آپؓ اپنی پیشانی کے نور سے پہچانے جاتے تھے۔ آپؓ کی رُوح خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح سے پیوست تھی۔ آپؓ فہم قرآن اور سیّد الرسلؐ، فخر بنی نوع انسان کی محبت میں تمام لوگوں سے ممتاز تھے۔ آپؓ سچے یگانہ خدا کے رنگ میں رنگین تھے۔ صدق آپؓ کا راسخ ملکہ اور طبعی خاصہ تھا اور اسی صدق کے آثار و انوار آپؓ کے ہر قول و فعل میں ظاہر ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کے خواص و مناقب بارگاہ ربّ العزت سے مجھ پر ظاہر ہوئے ہیں۔

حضرت علی بن ابو طالبؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً ہر نبی کو سات نجیب ساتھی دیے گئے اور مجھے چودہ دیے گئے۔ ہم نے کہا کہ وہ کون ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ میں اور میرے دونوں بیٹے یعنی حضرت علیؓ اور اُن کے دونوں بیٹے اور حضرت جعفرؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت بلالؓ، حضرت سلمانؓ، حضرت عمارؓ، حضرت، مقدادؓ، حضرت حذیفہؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ۔

آنحضرت ﷺ نے 9ھ ہجری میں حضرت ابو بکرؓ کو امیر الحج بنا کر مکہ روانہ فرمایا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ تین سو ساتھیوں کے ساتھ مکہ روانہ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے بیس جانور بھی آپؓ کے ساتھ روانہ فرمائے جن کے گلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے قربانی کی علامت کے طور پر گانیاں پہنائیں اور نشان لگائے جبکہ حضرت ابو بکرؓ خود اپنے ساتھ پانچ قربانی کے جانور لے کر گئے۔

خطبے کے آخر میں حضور انور نے بعض مرحومین کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ ان میں ایک جنازہ حاضر تھا جبکہ دو جنازہ غائب تھے۔

حاضر جنازہ مکرم محمد داؤد ظفر صاحب مربی سلسلہ رقیم پریس یوکے کا تھا۔ اس کے ساتھ جنازہ غائب مکرمہ رقیہ شمیم بیگم صاحبہ اہلیہ مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم آف سپین اور محترمہ طاہرہ حنیف صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب کا تھا۔ حضور انور نے تمام مرحومین کا ذکر خیر فرمایا، ان کی دینی خدمات کا ذکر فرمایا اور ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی۔

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَن یَّھْدِہِ اللہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ ۞وَاَشْھَدُ أَنْ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۞ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۞عِبَادَاللہِ رَحِمَکُمُ اللہُ ۞اِنَّ اللہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۞ اذْکُرُوا اللہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللہِ اَکْبَرُ ۞